REGD No. L. 5254

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۴۶/۱۱ ۱۵ صلح ۱۳۳۶ ہش ۱۵ جنوری ۱۹۵۷ء نمبر ۱۳

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ
کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ ۱۴ جنوری سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ

طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔ الحمد للہ

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں

— ربوہ ۱۴ جنوری۔ محترم نواب محمد عبداللہ خان صاحب کو کئی دن بڑی کمزوری رہی اور کھانسی اختلاج بھی۔ بخار ۹۹½ تھا۔ ٹمپریچر آج نارمل ہو گیا ہے۔ لیکن کمزوری بہت زیادہ ہے۔ احباب صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

مسیح پاک علیہ السلام کے "محبّ صادق" — "سلسلہ احمدیہ کے برگزیدہ رکن"

حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ وفات پا گئے

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

ربوہ ۱۴ جنوری۔ ہم دلی رنج اور افسوس کے ساتھ یہ اندوہناک خبر احباب جماعت تک پہنچاتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جلیل القدر صحابی حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنہیں حضور علیہ السلام نے ان کے انتہائی حُبّ و اخلاص اور بے پناہ جوشِ خدمت کی وجہ سے "محبّ صادق" کا "مخلص دوست" "لائق و صالح ایڈیٹر" اور "سلسلہ احمدیہ کا برگزیدہ رکن" قرار دیا۔ مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۵۷ء بروز اتوار صبح چھ بجکر ۲۵ منٹ پر اس دارِ فانی سے رحلت فرما گئے اِنّا للہ وانّا الیہ راجعون۔ وفات کے وقت آپ کی عمر ۸۵ سال تھی۔ آپ ۱۳ جنوری کو ہی ۱۸۷۲ء میں بمقام بھیرہ پیدا ہوئے تھے۔

صبح ہوتے ہی آپ کی وفات کی خبر سارے ربوہ میں آناً فاناً پھیل گئی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زیر ہدایت تمام مقامی اداروں میں تعطیل کر دی گئی۔ اور لوگ شدید سردی اور ابر کے باوجود دیوانہ وار حضرت مفتی صاحب رضؓ کے مکان کی جانب چل پڑے۔ جہاں سہ پہر تک مردوں اور عورتوں کا تانتا بندھا رہا۔ غسل اور تکفین مکمل ہونے پر جنازہ آپ کے مکان سے تین بجے سہ پہر کے قریب اٹھایا گیا۔ کندھا دینے کی سعادت حاصل کرنے کے لئے لوگ ایک دوسرے پر ٹوٹے پڑتے تھے۔ جنازہ پہلے مسجد مبارک کے بیرونی احاطہ میں لا کر رکھا گیا۔ جہاں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز عصر پڑھانے کے بعد نماز جنازہ پڑھائی۔ نماز جنازہ میں اہل ربوہ کے علاوہ چنیوٹ سرگودھا اور لائل پور اور لاہور کے احباب بھی شریک ہوئے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے بھی لاہور سے ربوہ تشریف لا کر نماز جنازہ میں شرکت فرمائی، اور دور تک کندھا دیا۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ کا جنازہ باہر سے آنے والے دیگر احباب اور رشتہ داروں کے انتظار کی وجہ سے دفاتر صدر انجمن احمدیہ کی عمارت میں لا کر رکھ دیا گیا۔ اور آپ کو آج ۱۴ جنوری کی صبح کو حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ہدایت کے بموجب بہشتی مقبرہ میں صحابہ کرام کے قطعۂ خاص میں سپرد خاک کیا گیا۔ (تدفین کا مکمل حال کل کے الفضل میں مطالعہ فرمائیں)

حضرت مفتی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہؓ میں ایک خاص مقام اور درجہ حاصل ہے۔ آپ ۱۸۹۰ء میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک پر بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے تھے۔ ابتدائی زمانہ میں ہی مسیح پاک علیہ السلام کے حلقۂ غلامی میں شمولیت کی سعادت حاصل کرنے کے بعد آپ نصف صدی سے زائد عرصہ تک پوری سرگرمی اور جوش کے ساتھ خدمتِ اسلام اور خدمتِ سلسلہ میں مصروف رہے۔ اس عرصہ میں آپ نے ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول۔ ایڈیٹر بدر، پرائیویٹ سیکرٹری، ناظر امور خارجہ اور انگلستان و امریکہ میں اسلام کے اولین اور انتہائی کامیاب مبلغ کی حیثیت سے ایسے ایسے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے کہ جو تاریخ احمدیت میں جلی حروف سے لکھے جائیں گے۔ اور آنے والی نسلیں ان پر ہمیشہ فخر کریں گی۔

پھر اپنے رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو بے مثال خدمت کا آپ کو موقعہ ملا وہ آپ کے ہمعصر نوجوان صحابہ کے لئے قابل رشک تھا یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی آپ سے بے حد محبت تھی۔ اور حضور آپ کو اپنی اولاد کی طرح ہی عزیز رکھتے تھے۔ اور ایسے رنگ میں شفقت کا اظہار فرماتے تھے کہ ماں باپ کی محبت بھی اس کے آگے کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔

جب ۱۹۰۴ء میں حضرت مفتی صاحب رضؓ بیمار ہوئے اور آپ کی والدہ صاحبہ محترمہ نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کے لئے دعا کی درخواست کی تو حضور نے فرمایا:-

"ہم تو ان کے لئے دعا کرتے ہی رہتے ہیں۔ آپ کو خیال ہوگا کہ صادق آپ کا بیٹا ہے۔ اور آپ کو بہت پیارا ہے۔ لیکن میرا دعوےٰ ہے کہ وہ مجھے آپ سے زیادہ پیارا ہے۔"

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے کل حضرت مفتی صاحب رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرمایا۔

ایمان دو طرح کا ہوتا ہے ایک وہ ایمان جس کی جڑھ دماغ میں ہوتی ہے۔ یعنی جس میں یقین کی بنیاد دلائل پر رکھی جاتی ہے اور ایک وہ ایمان ہے جس کی جڑھ دل میں ہوتی ہے۔ اور اس میں یقین کی بنیاد عشق اور محبت پر رکھی جاتی ہے۔ یہ ایمان اول الذکر ایمان سے افضل ہے۔ لیکن سب سے افضل وہ ایمان ہے جس کی جڑھیں دل اور دماغ دونوں میں ہوں۔ تاکہ دلائل کا رنگ بھی نمایاں ہو۔ اور عشق و محبت کا رنگ بھی غالب رہے۔ حضرت مفتی صاحب کو ایمان کا یہی ارفع مقام حاصل تھا [illegible]

ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں طبع کرا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا۔

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۱۵ر جنوری ۱۹۵۷ء

اشتراکیت

روس اور اس کے مقبوضہ علاقوں سے کئی لوگ بھاگ کر آتے ہیں۔ اور اپنی داستانیں بیان کرتے ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ روس میں اشتراکیت کس طرح ٹھونسی جا رہی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ امریکہ اور برطانیہ اور ان کے زیر اثر اقوام اشتراکیت جس کے معنی اب روسی حکومت ہی کے سمجھے جاتے ہیں کے خلاف ہیں۔ اور آہنی پردہ سے آنے والے لوگوں کی داستانیں شاید کسی قدر زیادہ گھناؤنی بنا کر پیش کی جاتی ہوں۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے۔ کہ روس میں حالات آزادی ضمیر کے نقطۂ نظر سے قابل اطمینان نہیں ہیں۔

ہنگری کے ایک نوجوان ماسکوس بلوغ نے جو آہنی پردہ کو توڑ کر آیا ہے اور اب امریکہ میں پناہ گزیں ہے۔ اس نے اپنی داستان جو بیان کی ہے۔ اس سے کچھ پتہ چلتا ہے۔ کہ وہاں کیسے حالات ہیں۔ اس کا کہنا ہے کہ

"اس کے بہت سے دوست صرف اس وجہ سے خفیہ پولیس کے شکنجے میں کسے گئے تھے۔ کہ انہوں نے راہ چلتے کمیونزم پر کوئی فقرہ چست کر دیا تھا۔

ان لوگوں کو گرفتار کر کے یا تو پیسٹ کے "اندراسی سٹریٹ" میں خفیہ پولیس کے ہیڈ کوارٹر میں بھیج دیا جاتا تھا۔ یا لوڈا کے بیلا بارٹوک سٹریٹ میں تاریک بارکوں میں بند کر دیا جاتا تھا۔ ان میں کچھ خوش قسمت واپس بھی آ گئے۔ اور انہوں نے اپنے جسم پر گہرے زخموں کے نشانات دکھائے۔ جو پولیس کی مار پیٹ سے پڑے تھے۔

"ان لوگوں پر کوئی مقدمہ نہیں چلایا گیا۔"

مائیکلوس نے کہا۔ "جھوٹے منہ بھی انصاف کا نام نہیں لیا گیا۔" ....

مجھے روزانہ کام شروع ہونے سے پندرہ منٹ پہلے یعنی صبح سوا چھ بجے کارخانے پہنچنا پڑتا تھا۔ اور وہاں مجبوراً کمیونسٹ پارٹی کے اخبار میں لکھے ہوئے وہ طویل مضامین سننا پڑتے تھے۔ جو روس کی تعریف اور مغرب کی مذمت میں ہوتے تھے۔ اور پھر دن بھر مشین پر کام کرتے ہوئے مقابل کی دیوار سے سٹالن راکوسی اور دوسرے کمیونسٹ لیڈروں کے تیوری چڑھے چہرے گھورتے تھے۔ اور پھر چھٹی کے بعد بھی "سیاسی مذاکروں" میں شرکت کرنا ہر مزدور کے لئے لازم تھا۔

کمیونسٹ پارٹی کے ممبروں پر ان مذاکروں میں شرکت فرض تھی۔

اور اگرچہ یہ سب لوگ مخلص کمیونسٹ نہیں تھے۔ لیکن انہیں بناوٹ اختیار کرنی پڑتی تھی۔ جو مزدور پارٹی کے ممبر نہ تھے۔ انہیں افسروں کا حکم ماننا پڑتا تھا۔"

یہ ہنگری کا حال ہے۔ جس کے باشندوں نے حال ہی میں روس کے خلاف بغاوت کی اور جس کو دبانے کے لئے روس نے شدید اقدام کیا ہے۔ ماسکوس بلوغ کا یہ بیان مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر ہے ورنہ امریکہ اور برطانیہ میں آہنی پردہ سے بھاگ نکلنے والے پناہ گزینوں کی داستانوں سے وہاں کے نہایت دہشت ناک حالات کا پتہ چلتا ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے۔ کہ چند سربر آوردہ اشتراکی لیڈر روس میں اور اپنے مقبوضہ علاقوں میں کن جبری طریقوں سے اپنی اڈیالوجی عوام کے دماغوں میں ٹھونسنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور وہاں آزادی ضمیر کی کس طرح مٹی پلید کی جا رہی ہے۔

اشتراکیت کا دعویٰ ہے۔ کہ وہ جماعتی جنگ کو مٹانے کے لئے کھڑی ہوئی ہے۔ اور یہ بھی دعویٰ ہے۔ کہ وہ مزدوروں کو برسر حکومت لانا چاہتی ہے۔ اور تمام صنعتی اور قدرتی پیداوار کو تمام لوگوں کی مشترکہ ملکیت بنانا چاہتی ہے۔ لیکن جو حالات روس کے علاقوں میں اس وقت موجود ہیں۔ ان سے پتہ چلتا ہے۔ کہ اشتراکیت کا دعویٰ صرف دعویٰ ہی ہے۔ اس میں حقیقت نام کو بھی نہیں۔ البتہ روس میں جو کچھ ہوا ہے۔ وہ یہ ہے کہ پرانے سرمایہ داروں کو مٹا کر ایسے لوگ آگے آگئے ہیں۔ جو اپنی طاقت کے بل پر تمام ملکی سرمایہ پر قابض ہیں۔ مزدور طبقہ پہلے سے بھی زیادہ مصائب کا شکار ہے۔ کیونکہ ضروریات زندگی کی کمی کے ساتھ استبدادی زنجیریں پہلے سے بہت زیادہ تنگ کر دی ہو گئی ہیں۔ اور کوئی انسان ارباب حکومت کے مقررہ طریقوں کے سوا سانس بھی نہیں لے سکتا۔

مزدور طبقہ کی بے اطمینانی اس طرح واضح ہوتی ہے۔ کہ روسی اثر کے ماتحت علاقوں میں جہاں جہاں بغاوت ہوئی ہے۔ اکثر اسی طبقہ کی طرف سے ہوئی ہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ اشتراکیت کا یہ دعویٰ کہ وہ جماعتی جنگ کو مٹانے کے لئے معرض وجود میں آئی ہے۔ عملاً وہ اس میں سخت ناکام ہوئی ہے۔ اگرچہ متصادم جماعتوں کی نوعیت بدل گئی ہو۔ مگر یہ تصادم کم ہونے کی بجائے بہت زیادہ ہو گیا ہے۔ اور اس طرح وہاں ایسی دو جماعتیں وجود میں آگئی ہیں۔ جن میں سے ایک حکمرانوں کی جماعت کہنی چاہیئے۔ اور دوسری محکوموں کی جو مزدوروں پر مشتمل ہے۔ گویا سرمایہ داری نے اپنا لباس بدل لیا ہے۔ مگر اس کے اندر جسم وہی ہے۔ جو پہلے تھا۔

یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ اس وقت جو لوگ برسر حکومت ہیں۔ وہ مزدوروں میں سے ہیں۔ اور پرانے سرمایہ دار یا زمیندار اب روس وغیرہ اشتراکی ملکوں میں نایاب ہو گئے ہیں۔ لیکن تاریخ عالم میں یہ کوئی انوکھی بات نہیں ہے۔ جب کبھی انقلابات ہوئے ہیں۔ اکثر ایسا ہوتا رہا ہے۔ کہ بڑے بڑے پرانے خاندان مٹ جاتے ہیں۔ اور نو دولتے برسر عروج آ جاتے ہیں۔

جہاں تک اس اصول کا تعلق ہے۔ کہ انسانوں میں اقتصادی بنیادوں پر ایسی جماعتیں نشوونما نہیں پانی چاہئیں۔ جو ایک دوسرے کو بالکل آپس میں ناآشنا بنا دیں۔ اور ایک چھوٹی جماعت تو وافر مال و دولت اور ذرائع زندگی رکھتی ہو۔ اور اکثریت تباہ حال ہو۔ جیسا کہ سرمایہ دار ملکوں میں اب ہے۔ بڑی حد تک صحیح اصول ہے۔ اور اس اصول کی حمایت جہاں تک اصول کا تعلق ہے۔ ہر سوسائٹی بلکہ ہر مذہب کرتا ہے۔ مگر جس طرح اشتراکیت نے اس کو پیش کیا ہے۔ اور جس طرح وہ اس اصول کو دنیا میں نافذ کرنا چاہتی ہے۔ اور جو طریق کار وہ پیش کرتی ہے۔ وہ سراسر فطرت انسانی کی توہین ہے۔

اشتراکیت کا ایسے طریق کار کو اختیار کرنا بلا وجہ نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ یورپ گذشتہ چند صدیوں سے مادہ پرستی کی بیماری میں مبتلا ہے۔ سائنس وغیرہ علوم اور صنعتی ترقی نے اسے عقلیت کا غلام بنا کر رکھ دیا ہے۔ جس کے نتیجہ میں وہاں انسان ایک مشین بن کر رہ گیا ہے۔ جس کو عقل چلاتی ہے۔ سائنسی اور صنعتی ترقیاں بذات خود اچھی ہیں اور دنیا کی ترقی کے لئے مفید ہیں۔ لیکن یہ ترقیاں انسانی زندگی کے حقیقی مقاصد کی قربانی دے کر حاصل کی گئی ہیں۔ ایمان باللہ اور ایمان بالمعاد کو بے کار شے سمجھ کر چھوڑ دیا گیا ہے۔ اس طرح انسانی زندگی اپنا توازن کھو چکی ہے۔ مادہ پرست ذہنیت کے آئینہ میں ظلم و استبداد معمولی باتیں نظر آتی ہیں۔ اور جس طرح قصائی بکرے کی گردن پر چھری پھیرتے وقت کوئی درد کا احساس نہیں رکھتا۔ اسی طرح مقتدر اور طاقتور ہستیاں مادہ پرستی کے زیر اثر انسان کو عذاب دینے میں کوئی باک نہیں محسوس کرتیں۔ اس میں سرمایہ دار اور اشتراکی ممالک میں کوئی فرق نہیں ہے۔

اگر جمہوریت پسند ممالک چاہتے ہیں۔ کہ کمیونزم کے خطرہ سے دنیا کو محفوظ کیا جائے۔ تو انہیں بھی پہلے اپنی ذہنیت بدلنا پڑے گی۔ اور زندگی انسانی کے متعلق تصورات میں تغیر پیدا کرنا پڑے گا۔ اگر جمہوری ممالک میں فطرت انسانی بیدار ہو جائے۔ اور زندگی کی حقیقی اقدار برسر عمل آ جائیں تو اشتراکیت خود بخود ناپید ہو جائیگی۔ اشتراکیت نے جو تجربات روس میں کئے ہیں۔ اور جو وہ کر رہی ہے وہ ناکام ہو رہے ہیں۔ اور یہ دور از قیاس نہیں ہے۔ کہ جلد ہی وہاں ان کا ردّ عمل ظہور میں آئے۔ وہاں سے بھاگ آنے والے لوگ یہ ثابت کر رہے ہیں۔ کہ فطرت انسانی دب تو سکتی ہے۔ مگر مر نہیں سکتی۔

ضروری تصحیح

الفضل مورخہ ۱۲ر جنوری ۵۷ء کے صفحہ آٹھ پر ربوہ میں ٹیلیفون سسٹم کا اجراء کے عنوان سے جو اطلاع شائع ہوئی ہے۔ اس میں وکیل الزراعت کا نمبر فون ۴۶ بتایا گیا ہے معلوم ہوا ہے کہ یہ غلط ہے۔ دراصل وکیل اعلیٰ تحریک جدید کا فون نمبر ۴۶ ہے۔ وکالت زراعت میں ابھی فون نہیں لگا۔ احباب تصحیح فرمالیں۔

مغرب میں اسلام کے متعلق دلچسپی دن بدن بڑھ رہی ہے اور پھر یہ دلچسپی خاصی حد تک ہمدردانہ ہے

وہاں مستشرقین کے علاوہ سیاسی اور علمی حلقوں میں اور ایک حد تک عام لوگوں میں بھی یہ جستجو پائی جاتی ہے کہ وہ اسلام کے متعلق مزید معلومات حاصل کریں

اس دلچسپی کی متعدد وجوہات ہیں ان میں سے بعض ظاہری ہیں اور بعض خالصۃً روحانی

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر "مغرب میں اسلام کی بڑھتی ہوئی دلچسپی" کے موضوع پر محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی تقریر

جلسہ سالانہ ۱۹۵۶ء کے تیسرے روز یعنی ۲۸ دسمبر کو صبح کا اجلاس حضرت مرزا شریف احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد کی صدارت میں سوا نو بجے تلاوت قرآن مجید سے شروع ہوا۔ جو بشیر احمد صاحب نے کی۔ بعدہ مکرم ثاقب زیروی صاحب نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایک نعت نہایت خوش الحانی سے پڑھی۔ اس کے بعد محترم پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب ایم۔ اے (کنٹب) صدر شعبہ سائیکالوجی کراچی یونیورسٹی نے "عائلی زندگی کے متعلق اسلامی تعلیم" کے موضوع پر ایک نہایت مبسوط تقریر کی (آپ کی یہ پُرمغز تقریر ۳-۴ جنوری ۱۹۵۷ء کے الفضل میں شائع ہو چکی ہے)

محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی تقریر

آپ کے بعد محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے "مغرب کی اسلام میں بڑھتی ہوئی دلچسپی" کے موضوع پر ایک نہایت ایمان افروز لیکچر دیا جس میں آپ نے یہ واضح کرتے ہوئے کہ مغرب میں اسلام کے متعلق دلچسپی دن بدن بڑھ رہی ہے بتایا کہ یہ دلچسپی خاصی حد تک ہمدردانہ ہے۔ وہاں مستشرقین کے علاوہ سیاسی اور علمی حلقوں میں اور ایک حد تک عام لوگوں میں بھی یہ جستجو پائی جاتی ہے۔ کہ وہ اسلام کے متعلق مزید معلومات حاصل کریں۔ دوران تقریر میں آپ نے اس بڑھتی ہوئی دلچسپی کے ظاہری اور روحانی اسباب پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ اور اس ضمن میں واضح فرمایا کہ دنیا میں جو واقعات رونما ہو رہے ہیں ان کی وجہ وہ ظاہری اسباب ہی نہیں ہیں۔ جو لوگوں کو نظر آتے ہیں۔ بلکہ ان واقعات کے رونما ہونے میں خدا تعالے کی ایک خاص مشیت کارفرما ہے۔ اور وہ اس مشیت کے تحت شرک سے بھری ہوئی دنیا کو رفتہ رفتہ توحید کی طرف لا رہا ہے۔ آپ کی اس معرکۃ الآراء تقریر کا کسی قدر تفصیلی خلاصہ درج ذیل ہے:-

بعض دوستوں کے لئے دعا کی تحریک

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا میں اپنی تقریر شروع کرنے سے پہلے ایک وعدہ پورا کرنا چاہتا ہوں۔ تین اصحاب نے مجھے لکھا ہے کہ میں جلسے میں ان کے لئے دعا کی تحریک کروں۔ آج جب جلسہ کے اختتام پر دعا ہوگی تو آپ جہاں اور دوستوں کے لئے اور سلسلہ کے لئے دعا کریں۔ وہاں ان دوستوں کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں ان میں سے ایک تو چوہدری سلطان علی خان صاحب ہیں جن کا گاؤں حرم گیٹ ملتان کے باہر ہے۔ دوسرے جمعدار نعمت اللہ خان صاحب ہیں۔ یہ مانسہرہ میں ہیں تیسرے میرے چچا کے بیٹے چوہدری نعمت اللہ خان ہیں۔ یہ انگلستان میں پڑھتے ہیں وہاں جا کر یہ بیمار ہو گئے تھے۔ اللہ تعالے نے اب انہیں شفا دے دی ہے۔ لیکن کام کی تکمیل کے لئے انہیں ابھی وہیں ٹھہرنا ہے۔ اور صحت کے متعلق بالعموم خدشہ رہتا ہے اس لئے احباب ان کے لئے بھی دعا کریں:

اسلام میں اہل مغرب کی بڑھتی ہوئی دلچسپی

میری تقریر کا عنوان "مغرب میں اسلام کے متعلق بڑھتی ہوئی دلچسپی" ہے گزشتہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر میری جو تقریر ہوئی تھی۔ اس کا عنوان تو اب مجھے یاد نہیں۔ لیکن قریب قریب ایسا ہی مضمون تھا۔ جس پر مغرب کے موجودہ حالات کے پیش نظر میں نے روشنی ڈالی تھی۔ اس تقریر کے بعد میرے بعض نوجوان احمدی دوستوں نے مجھے بتایا کہ بعض پڑھے لکھے غیر احمدی نوجوان یہ اعتراض کرتے ہیں۔ کہ اس امر کا کوئی واضح ثبوت موجود نہیں ہے کہ فی زمانہ مغرب میں اسلام کے متعلق خصوصیت سے دلچسپی پیدا ہو رہی ہے۔ یہ بات تم لوگ اپنی تبلیغی اور تبشیری سرگرمیوں کو نمایاں کرنے کے لئے محض مبالغہ سازی کے طور پر پیش کرتے ہو۔ اس سے مجھے تعجب ہوا۔ کہ یہ کوئی مسائل کی بات نہیں کہ اس بارے میں کسی قسم کے اختلاف کی گنجائش ہو۔ یہ تو واقعات کی بات ہے۔ زیادہ سے زیادہ وہ یہ کہہ سکتے تھے۔ کہ ان واقعات سے وہ نتیجہ نہیں نکلتا جو تم نکالتے ہو۔ بلکہ ان واقعات سے تو اہل مغرب کے موقف یا نظریہ میں صرف اس حد تک تبدیلی کی نشان دہی ہوتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف اس حد تک بڑھی ہوئی ہے کہ جو بات اہم کہیں گے۔ یہ اس کے مخالف ہی کہیں گے۔

سوال یہ نہیں ہے کہ ہم کیا کہتے ہیں اور وہ کیا کہتے ہیں بلکہ سوال یہ ہے کہ واقعات کیا ہیں۔ سو میں آج وہ واقعات بیان کروں گا۔ جن کی بناء پر ہم کہتے ہیں کہ مغرب میں اسلام کے متعلق دلچسپی بڑھ رہی ہے۔ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ اسلام کے متعلق مغرب میں دلچسپی بڑھ رہی ہے۔ تو اس سے بہرصورت میری یہ مراد نہیں۔ کہ کل کو یہ سارے کے سارے ممالک مسلمان ہو جائیں گے۔ اگرچہ ہم چاہتے تو یہی ہیں۔ کہ یہ سب جلد سے جلد اسلام قبول کر کے ہدایت پر آ جائیں۔ لیکن آثار کے لحاظ سے ابھی یہ صورت نہیں ہے۔ البتہ جو کچھ ہم کہتے ہیں اس سے ہماری یہ مراد ضرور ہے کہ اوّل وہ طبقے خصوصاً مستشرقین جو مشرق کے متعلق علمی تحقیقات کرتے رہتے ہیں۔ اب اسلام میں پہلے سے بہت بڑھ کر دلچسپی لے رہے ہیں۔ پہلے ان کی دلچسپی مخالفانہ اور بڑی حد تک معاندانہ تھی۔ پھر اس میں تحقیق کا رنگ پیدا ہوا۔ اور اب ان کی دلچسپی خاصی حد تک ہمدردانہ ہے۔ سو گویا ان کی دلچسپی میں وسعت بھی پیدا ہوئی اور ساتھ ہی ان کی دلچسپی گہرائی کی بھی حامل ہے۔ دوسرے سیاسی حلقوں میں بھی اور عام علمی حلقوں میں بھی بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ایک حد تک عام لوگوں میں بھی یہ جستجو پائی جاتی ہے۔ کہ وہ اسلام کے متعلق مزید معلومات حاصل کریں۔ ان کی دلچسپی بھی ہمدردانہ ہے:

دلچسپی کی وجوہات

اس دلچسپی کی وجوہات کیا ہیں یہ کیونکر پیدا ہوئی۔ اور اس کے اسباب کیا ہیں سو اس ضمن میں موٹے طور پر یہ بات صحیح ہے کہ ہر رَو جو چلتی ہے یا ہر تحریک جو اٹھتی ہے۔ اس کے کچھ ظاہری اسباب ہوتے ہیں۔ اور کچھ روحانی اسباب ہوتے ہیں۔ دراصل وہ دونوں ایک

ہی جگہ سے چلتے ہیں۔ لیکن بعض کو ظاہری اسباب ہم اس لئے کہتے ہیں۔ کہ لوگوں کی نظروں میں وہ ظاہری اسباب ہوتے ہیں۔ اور دوسرے کو ہم روحانی اس لئے کہتے ہیں۔ کہ ان سے اللہ تعالیٰ کی مشیت کی نشاندہی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ جب اپنی مشیت کے تحت کوئی کام کرنا چاہتا ہے۔ تو جن وجوہات کی بناء پر وہ اپنی مشیت جاری کرتا ہے۔ ان وجوہات کو ہی روحانی اسباب کہا جاتا ہے۔ لیکن دراصل اگر غور کیا جائے۔ تو دونوں قسم کے اسباب ایک ہی جگہ سے چلتے ہیں۔ لعد آگے چل کر ان کی علیحدہ علیحدہ دو کڑیاں ہو جاتی ہیں۔

ظاہری اور روحانی اسباب کی ایک واضح مثال

میں ایک مثال دے کر اس امر کو واضح کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ مثلاً ہماری زندگیوں میں رونما ہونے والے دو اہم واقعات دو عالمی جنگیں ہیں۔ جو یورپ میں شروع ہوئیں۔ اور پھر انہوں نے ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ ان جنگوں کے ظاہری اسباب یہ تھے۔ کہ یورپ کی قوموں میں سے خصوصاً فرانس اور انگلستان اور کسی حد تک ہالینڈ بلجیم اور اٹلی نے گذشتہ سو دو سو سال میں بہت سے ایسے علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ کہ جہاں کی قومیں کمزور تھیں۔ ان علاقوں میں ایسے وسائل میسر تھے۔ کہ جنہیں ترقی دے کر اور جن سے فائدہ اٹھا کر انہوں نے اپنے آپ کو دولتمند بنا لیا۔ یورپ کی بعض دوسری قوموں نے اس طرف توجہ نہیں دی۔ اور جب توجہ دی۔ تو ایسے علاقے اول الذکر قوموں کے قبضے میں آ چکے تھے۔ اب جرمنی بھی ایسی ہی طاقتوں میں سے ایک تھا۔ ۱۸۷۲ء میں یہ ملک بھی اتحاد کر کے ایک بڑا ملک بن گیا۔ پہلے یہ چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں بٹا ہوا تھا۔ لیکن ان سب کے متحد ہونے سے اسے بھی طاقت حاصل ہو گئی۔ اس نے بھی صنعت و حرفت اور تجارت وغیرہ میں ترقی کی۔ اور بالآخر اس صدی کے شروع میں جرمنی کی یہ پوزیشن ہو گئی۔ کہ وہ فرانس کی برابری کا دم بھرنے لگا۔ اس پر ان لوگوں میں بھی یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ ہم بھی کیوں نہ غیر علاقوں پر قبضہ کریں۔ سو پہلی جنگ عظیم کی یہ ایک ظاہری وجہ تھی۔ چنانچہ قیصر جرمنی نے بادشاہ بنتے ہی تیاری شروع کر دی۔ اور یہ عزم کر لیا۔ کہ میں ان بڑی بڑی قوموں کا مقابلہ کروں گا۔ یہ ایک بڑی وجہ تھی۔ جس کے نتیجے میں ہوتے ہوتے بالآخر جنگ چھڑی اور جنگ میں جرمنی کو شکست ہوئی۔ اس کے بعد صلح کے معاہدے میں ایسی کڑی شرائط رکھی گئیں۔ کہ جن کے نتیجے میں جرمنی کو پھر سر نکالنے کا موقع ملا۔ پہلے ان میں یہ احساس پیدا ہوا۔ کہ ان کے ساتھ بہت ظلم اور زیادتی ہوئی ہے اور پھر یہ احساس انتقام کے جذبات پیدا کرنے کا موجب بنا۔ چنانچہ جرمنی نے اپنے پاؤں پر کھڑے ہوتے ہی سائنس کی طرف توجہ دی۔ اور فوجی سامان وغیرہ جمع کیا۔ اس کے نتیجے میں بالآخر دوسری جنگ عظیم رونما ہوئی۔

عالمی انقلابات کے روحانی اسباب

یہ تو تھے ان جنگوں کے ظاہری اسباب۔ لیکن روحانی اسباب کیا تھے؟ اگر آپ ان اسباب کا مطالعہ کرنا چاہیں۔ تو اس کے لئے تفسیر کبیر کا بار بار مطالعہ ضروری ہے۔ بالخصوص سورہ کہف کی تفسیر۔ سورہ مریم کی تفسیر سورہ طٰہٰ کی تفسیر اور سورہ انبیاء کی تفسیر پڑھ کر آپ تفصیلی طور پر ان اسباب کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔ تاہم موٹا سبب یہ تھا۔ کہ دنیا میں شرک بہت زور پکڑ گیا تھا۔ اور بالخصوص تثلیث کا عقیدہ اس شرک کو فروغ دینے میں بہت نمایاں کردار ادا کر رہا تھا۔ خدا تعالیٰ چاہتا تھا کہ دنیا میں توحید خالص کی ہوا چلائے۔ اور توحید خالص کے پھیلنے میں ان قوموں کا موقف ایک بہت بڑی روک تھا۔ خدا تعالیٰ کی مشیت نے فیصلہ کیا۔ کہ یہ روک ہٹا دی جائے۔ چنانچہ اس روک کو ہٹانے کا وقت آ گیا۔ اور ایسا ہی ظہور میں آیا۔

ادھر کسر صلیب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اہم کاموں میں سے تھا۔ اور آپ کے مبعوث ہونے کے بعد ایسے حالات کا پیدا ہونا ضروری تھا۔ کہ جن کے نتیجے میں صلیب کا غلبہ ٹوٹے۔ اور توحید کے پھیلنے کے لئے فضا ہموار ہو۔ غالباً ۱۹۳۵ء کی گرمیوں کی بات ہے۔ کہ جب میں شملہ میں تھا۔ اور حکومت ہند میں وزیر تھا۔ اس وقت جمعہ کی نماز میرے ہی مکان پر ہوتی تھی۔ ایک جمعہ کے موقعہ پر جبکہ غالباً محترمی حافظ عبد السلام صاحب بھی وہاں موجود تھے۔ میں نے خطبہ میں کہا تھا۔ کہ آثار سے معلوم ہوتا ہے اب پھر جنگ ہوگی۔ اور اس کا اصل سبب میں نے یہی بیان کیا تھا۔ کہ:-

سنگ بر معصوم می بارد خبیث بدگہر
آسماں را می سزد گر سنگ بارد بر زمیں

یعنی اس وقت تک تو دشمن رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پتھر مارتا رہا ہے۔ لیکن اب وقت آ گیا ہے۔ کہ اس کے بدلے میں آسمان زمین پر پتھر برسائیگا۔ میں نے کہا تھا۔ کہ اب وہ کچھ برسنے والا ہے۔ کہ جس کو تصور میں لانا بھی ممکن نہیں ہے۔ بہرحال یہ وجہ روحانی تھی۔

اسلام میں دلچسپی کے ظاہری اسباب

اب میں اس طرف آتا ہوں۔ کہ روحانی اسباب کے علاوہ اسلام میں اہل مغرب کی بڑھتی ہوئی دلچسپی کے کچھ ظاہری اسباب بھی ہیں۔ ان میں سے ایک دو میں بیان کر دیتا ہوں۔ ظاہری اسباب یہ ہیں۔ کہ یورپی قوموں کا جب وہ اقتدار جس کا میں اوپر ذکر کر آیا ہوں ٹوٹا تو بہت سے ممالک اور بنی نوع انسان کا ایک بڑا طبقہ یورپی حکومتوں کے تسلط سے آزاد ہو گیا۔ بالخصوص دوسری جنگ عظیم کے بعد بڑی شدت سے آزادی کی رو چلی۔ ان آزاد ہونے والے ممالک میں اکثریت مسلمان ممالک کی تھی۔ چنانچہ جب اقوام متحدہ کی تنظیم قائم ہوئی، تو اس وقت بھی بعض اسلامی ملک اس میں شامل ہوئے۔ اب اقوام متحدہ کے ۸۰ رکن ممالک میں سے سولہ (۱۶) اسلامی ملک ہیں۔ اگر جاپان کی شمولیت کا بھی فیصلہ ہو گیا۔ جیسا کہ امید ہے کہ عنقریب ہو جائے گا۔ تو پھر ۸۱ رکن ممالک میں سے اسلامی ملکوں کی تعداد سولہ ہوگی۔ جغرافیائی محل وقوع کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر مغرب سے ترتیب وار شمار کیا جائے، تو وہ اسلامی ملک یہ ہیں، مراکش۔ تونس۔ لیبیا۔ مصر۔ سوڈان۔ اردن۔ یمن۔ سعودی عرب۔ لبنان۔ شام۔ عراق۔ ترکی۔ ایران۔ افغانستان پاکستان اور انڈونیشیا۔ ان کے علاوہ پانچ ملک ایسے ہیں۔ جو آئندہ تین چار سال میں آزاد ہو جائیں گے۔ بعض ان میں سے آزاد بھی نہیں ہیں۔ اور انہیں اسلامی بھی نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن ان میں اسلامی عنصر نمایاں ہے۔ اور میں امید کرتا ہوں۔ کہ پانچ سات سال کے عرصہ تک وہاں مسلمانوں کی تعداد بڑھ جائے گی۔ جیسے میں نے ابھی لبنان کا شمار اسلامی ملکوں میں کیا ہے۔ لیکن اکثریت وہاں عیسائیوں کی سمجھی جاتی ہے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ وہاں کی آبادی میں پچاس فیصدی سے زیادہ عیسائی ہیں۔ گو مسلمان اس بات کو تسلیم نہیں کرتے ان کا کہنا ہے۔ کہ اب ہماری تعداد زیادہ ہو چکی ہے۔ وہاں عرصہ سے مردم شماری نہیں ہوئی ہے۔ اگر مسلمان پچاس فی صدی بھی ہوں۔ تو اس کا شمار اسلامی ملکوں میں ہی ہوگا۔ وہ پانچ ملک جو جلد ہی آزاد ہو کر اسلامی ملکوں میں ہی شمار کئے جائیں گے۔ ملایا۔ سمالی لینڈ۔ گولڈ کوسٹ۔ نائیجیریا۔ اور الجیریا ہیں۔ ان میں سے ملایا کے متعلق توقع ہے۔ کہ ایک سال کے اندر اندر اسے آزادی مل جائے گی۔ اسی طرح سمالی لینڈ چار سال بعد آزاد ہو جائے گا۔ آج سے چھ سال قبل ان سے وعدہ کیا گیا تھا کہ دس سال کے بعد انہیں آزادی دے دی جائے گی۔ سو اس میں سے اب صرف چار سال باقی رہ گئے ہیں۔ اس کی ساری آبادی مسلمان ہے۔ گولڈ کوسٹ آئندہ سال آزاد ہونے والا ہے۔ وہاں ابھی مسلمانوں کی اکثریت نہیں ہے۔ لیکن ہماری جماعت کی کوششوں کے نتیجے میں وہاں اسلام بڑی سرعت سے پھیل رہا ہے۔ چوتھا ملک نائیجیریا ہے۔ وہاں شمال میں پہلے ہی مسلمانوں کی کثرت ہے۔ جنوب میں بے شک مسلمان بہت تھوڑے ہیں۔ لیکن ہم سمجھتے ہیں۔ کہ جنوب میں بھی ہماری تبلیغی سرگرمیوں کے نتیجے میں مسلمانوں کی کثرت ہو جائیگی۔ اور یہ ملک بھی بہت جلد اسلامی ملکوں میں شامل ہونے کے قابل ہو جائے گا۔ الجیریا پہلے ہی ایک اسلامی ملک ہے۔ وہاں حصول آزادی کے لئے جدوجہد ہو رہی ہے۔ اور یہ جدوجہد اس مرحلہ پر پہنچ چکی ہے۔ کہ اس کو اسی صورت میں ختم کیا جا سکتا ہے۔ کہ پوری کی پوری آبادی کو تباہ کر دیا جائے۔ ورنہ وہ آزادی حاصل کر کے ہی رہیں گے۔ ظاہر ہے۔ کہ جب یہ صورت پیدا ہو جائے۔ تو جلد یا بدیر ملک کا آزاد ہونا یقینی ہو جاتا ہے۔

(باقی دیکھیں صفحہ ۸ پر)

ولادت

میرے خالہ زاد بھائی خالد سیف اللہ صاحب اکونٹنٹ سمندری ٹرانسپورٹ کمپنی لائل پور کے ہاں اللہ تعالیٰ نے پہلا لڑکا عطا کیا ہے۔ اسی طرح میری دو خالاؤں کے ہاں بھی اللہ تعالےٰ نے فرزند عطا کئے ہیں۔ احباب بچوں کے بلند اقبال اور احمدیت کے خادم بننے کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار زرتشت منیر محلہ بازار ربوہ۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات پر

صدر انجمن احمدیہ پاکستان کی قرارداد تعزیت

مورخہ ۵۷/۱ کو حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات پر صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ نے اپنے خاص اجلاس میں حسب ذیل ریزولیوشن پاس کیا۔

"حضرت مفتی محمد صادق صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جلیل القدر صحابہ میں سے تھے ۵۷/۱/۱۳ کو بوقت ۶½ بجے صبح رحلت فرما گئے ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مفتی صاحب کا وجود سلسلہ کے لئے بڑی اہمیت اور امتیاز کا حامل تھا۔ انہیں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بے مثال رفاقت نصیب ہوئی تھی کہ حضور نے انہیں اپنا راز قرار دیا۔ حضرت مفتی صاحب حضور کے الہامات کو نوٹ فرماتے اور اخبار میں شائع کرتے تھے۔ ان کے وجود میں حضور کے کئی الہامات اور نشانات پورے ہوئے۔ انہوں نے ایک لمبے عرصہ تک یورپ اور امریکہ کی ہزاروں مضطرب روحوں تک بڑی کامیابی و کامرانی کے ساتھ اسلام اور احمدیت کا پیغام پہنچایا اور اس طرح صدر انجمن احمدیہ کے مختلف ممتاز عہدوں پر رہ کر دین کی نمایاں خدمت کا شرف حاصل کیا۔ اور پھر اس کے علاوہ بھی جب تک خدا نے ان کو توفیق عطا کی وہ تحریر اور تقریر کے ذریعہ نہایت منفرد رنگ میں دین اسلام کی خدمت میں ہمہ تن مصروف رہے۔

ایسے وجود کا اٹھ جانا جو اپنے تقویٰ۔ علم و اخلاص اور جوش عمل میں ہم سب کے لئے نمونہ تھا۔ یقیناً ہم سب کے لئے دلی رنج کا باعث ہے۔ ہم ممبران صدر انجمن احمدیہ ان کی وفات پر اپنے دلی جذبات غم کا اظہار کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت مفتی صاحب کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا کرے۔ اور اپنے خاص قرب سے نوازے۔ اور ہم سب کو جو ان کے پیچھے رہ گئے ہیں۔ صحیح معنوں میں ان کے نقش قدم پر چل کر خدمت دین کی توفیق بخشے

ہم ممبران صدر انجمن احمدیہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پسماندگان سے بھی دلی ہمدردی اور تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صبر جمیل عطا کرے۔ اور ہم سب کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین

ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ

تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ کی قرارداد تعزیت

ربوہ ۱۳ جنوری۔ آج صبح حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رحلت کی خبر سنتے ہی سکول کے تمام طلباء اور اساتذہ اسمبلی کے میدان میں جمع ہو گئے۔ محترم ہیڈ ماسٹر صاحب نے حضرت مفتی صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ کی ذات والا صفات کو خراج عقیدت پیش کیا اور آپ کی عظیم الشان خدمات اسلام کو طلباء کے سامنے رکھا۔ اس کے بعد اسٹاف سیکرٹری منظور احمد صاحب اختر نے مندرجہ ذیل ریزولیوشن پیش کیا جو متفقہ طور منظور ہوا اور اس کے بعد سکول میں تعطیل کر دی گئی۔

"تعلیم الاسلام ہائی سکول کے طلبہ اور اساتذہ کا یہ اجتماع حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال پر نہایت افسوس اور قلق کا اظہار کرتا ہے۔ حضرت مفتی صاحب سلسلہ عالیہ احمدیہ کی قدیم ترین اور بزرگ ترین ہستیوں میں سے تھے جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے ابتدائی سالوں میں ہی خدمت سلسلہ کی توفیق ملی۔ آپ اکابر صحابہ اسلام رضوان اللہ علیہم کے رنگ میں رنگین تھے۔ اور اخلاق حسنہ۔ ہمدردی خلق اور اخلاص کا عملی نمونہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خدمت اسلام کا قابل رشک موقعہ عطا کیا۔ اور آپ کے ذریعہ سے امریکہ میں اشاعت اسلام کی بنیاد قائم ہوئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ پر بہت سی سعید روحوں کو اسلام میں داخل ہونے کا شرف بخشا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو آپ کی خوبیوں کا وارث بنائے اور اپنے فضل سے اس خلا کو پر کرنے کا سامان پیدا کرے کہ جو آپ کے وصال سے پیدا ہو گیا ہے اور آپ کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین"

فضل عمر ہسپتال ربوہ کیلئے چندہ کی تحریک

دوستوں کو چاہیئے کہ اس کار خیر میں بڑھ چڑھ کر

اور

پوری فیاض دلی سے حصہ لیں

★ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے مدظلہ العالی ★

عزیزم ڈاکٹر مرزا منور احمد سلمہٗ نے زیر تعمیر فضل عمر ہسپتال ربوہ کے لئے چندہ کی اپیل کی ہے۔ یہ ایک بہت مبارک تحریک ہے۔ جو مرکز سلسلہ کی ترقی اور خدمت خلق کے جذبہ سے معمور ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ العلم علمان علم الادیان وعلم الابدان یعنی علم حقیقۃً صرف دو شاخوں میں منقسم ہوتا ہے۔ ایک روح یعنی دین و مذہب کی شاخ اور دوسرے مادہ یعنی انسان کی جسمانی ضروریات کی شاخ۔ سو روح کی ضروریات کے لئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے غیر معمولی فضل سے ربوہ میں سارے ضروری سامان مہیا فرما دیئے اور غیر معمولی ترقی عطا کی۔ بلکہ کام کی سہولت کے لئے ریل پختہ سڑک۔ ڈاک۔ تار۔ بجلی اور بالآخر ٹیلیفون کا انتظام بھی ہو گیا ہے۔ مگر علم کا دوسرا میدان ابھی تک بہت کچھ تشنۂ تکمیل ہے۔ بیشک ربوہ میں ایک ہسپتال موجود ہے۔ اور وہ اپنے وسائل کے لحاظ سے اچھا کام کر رہا ہے۔ مگر اس ہسپتال کو کسی صورت میں مثالی ہسپتال نہیں کہا جا سکتا کیونکہ عمارت اور سامان اور آلات اور عملہ وغیرہ کے لحاظ سے ابھی بہت کچھ ہونے والا ہے۔

چنانچہ اب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے ارشاد کے ماتحت عزیز ڈاکٹر مرزا منور احمد سلمہٗ نے ربوہ میں نئے ہسپتال کی پختہ عمارت شروع کی ہے اور اس عمارت کی تکمیل اور اس کے ضروری سامان کے واسطے دوستوں سے خاص چندہ کی اپیل ہے اور عجیب بات ہے کہ جماعت کے ایک قدیم بزرگ نے انہی ایام میں خواب میں دیکھا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس اپیل پر بہت خوشی کا اظہار فرما رہے ہیں اور ہسپتال کی تکمیل اور ترقی اور اس کی تفاصیل میں بہت دلچسپی لے رہے ہیں پس یہ ایک بہت مبارک تحریک ہے اور اس مختصر نوٹ کے ذریعہ میں دوستوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ مرکز سلسلہ کی تو یہ حیثیت ہے کہ اگر صرف خلیفۂ وقت کی اکیلی ذات کے لئے ہی ایک عمدہ اور اپ ٹو ڈیٹ ہسپتال قائم کرنا پڑے۔ تو جماعت کو اسے اپنا مقدس فرض سمجھ کر پورا کرنا چاہیئے۔ مگر یہاں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے وجود باجود کے علاوہ کثیر التعداد قدیم صحابہ اور سلسلہ کے چوٹی کے کارکن اور ممتاز بزرگ اور ہزاروں قیمتی جانوں کا سوال ہے۔ اور پھر ایک اچھا ہسپتال مرکز کی غیر معمولی نیک نامی اور بھاری کشش کا بھی موجب ہوتا ہے۔ ایک عمدہ ہسپتال کی یہ ضروری علامت ہے۔ کہ اچھی اور وسیع عمارت ہو۔ اچھا اور جدید ترین سامان ہو۔ اور قابل عملہ ہو۔ اور ظاہر ہے کہ یہ ساری باتیں غیر معمولی خرچ چاہتی ہیں۔ اس غرض کے لئے عزیز ڈاکٹر مرزا منور احمد سلمہٗ نے ربوہ میں ایک عمدہ عمارت کی داغ بیل ڈالی ہے۔ لیکن روپے کی کمی کی وجہ سے یہ عمارت ابھی تک ادھوری پڑی ہے اور سامان اور مزید عملہ کا سوال مزید برآں ہے۔ پس دوستوں کو چاہیئے کہ اس کار خیر میں بڑھ چڑھ کر اور پوری فیاض دلی سے حصہ لیں اور لوگوں کی روحوں کو پاک و صاف کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے جسموں کو تندرست اور بیماریوں سے محفوظ رکھنے کا سامان بھی مہیا کریں۔ کیونکہ بعض حالات میں اچھے جسم کے بغیر روح کی ترقی بھی مشکل ہو جاتی ہے۔

خاکسار: مرزا بشیر احمد ربوہ

چندہ جلسہ سالانہ

مزید فہرست جماعت ہائے احمدیہ جو اسّی فیصدی سے زائد چندہ جلسہ سالانہ ادا کر چکی ہیں — (ناظر بیت المال)

نمبر شمار	نام جماعت	وصولی فیصدی
۱	سلطان پورہ (لاہور)	۱۰۰
۲	کرتو پنڈوری	۱۰۰
۳	وزیر آباد	۱۰۰
۴	مانسہرہ	۱۰۰
۵	ڈیرہ غازیخاں	۱۰۰
۶	مظفر گڑھ	۱۰۰
۷	عزیز پور ڈوگری	۱۰۰
۸	نمبر ۱۳۰/ر کوٹ فرزند علی	۱۰۰
۹	نور نگر فارم	۱۰۰
۱۰	داتہ زید کا	۱۰۰
۱۱	پودھراں	۱۰۰
۱۲	کھاریاں	۱۰۰
۱۳	کوٹ سلطان	۱۰۰
۱۴	قلعہ صوبہ سنگھ	۱۰۰
۱۵	پرانی انار کلی (لاہور)	۱۰۰
۱۶	بھڈال	۱۰۰
۱۷	علی پور (مظفر گڑھ)	۱۰۰
۱۸	چوہڑ کانہ منڈی	۱۰۰
۱۹	چک نمبر ۳۷ جنوبی	۱۰۰
۲۰	نمبر ۹۶ گ ب صریح	۱۰۰
۲۱	چندر کے منگولے	۱۰۰
۲۲	نمبر ۲۴۵/E.B گگو	۱۰۰
۲۳	پنڈی بھاگو	۱۰۰
۲۴	سرط تانوانہ	۱۰۰
۲۵	ر ۵۴ مرڑ	۱۰۰
۲۶	مالو کے بھگت	۱۰۰
۲۷	موسے والا	۱۰۰
۲۸	نمبر ۲۷۰ الف	۱۰۰
۲۹	ترگڑی	۱۰۰
۳۰	چمبڑ	۱۰۰
۳۱	نمبر ۳۵۴ ج ب قادر آباد	۱۰۰
۳۲	نمبر ۱۹۲/7-R نہر مراد	۱۰۰
۳۳	گندیاں کوٹ پڈا	۱۰۰
۳۴	لدہان	۱۰۰
۳۵	نمبر ۲/F.D.A	۱۰۰
۳۶	گھارو	۱۰۰
۳۷	نمبر ۲۹۷ ج ب	۱۰۰
۳۸	مہلنکے	۱۰۰
۳۹	بانڈو گوجر	۱۰۰
۴۰	بھاگووال	۱۰۰
۴۱	نمبر ۸۹/B رتن	۱۰۰
۴۲	کوٹ کرم بخش	۱۰۰
۴۳	کھوکھر غربی	۱۰۰
۴۴	نمبر ۸۱ ج	۱۰۰
۴۵	بیداد پور	۱۰۰
۴۶	نمبر ۳۶ گ ب	۱۰۰
۴۷	نمبر ۳۰/3.R	۱۰۰
۴۸	نمبر ۲۷۱/R.B ڈچکوٹ	۱۰۰
۴۹	سکا ہیکے ناگیرے	۱۰۰
۵۰	میرک	۱۰۰
۵۱	نمبر ۳۴۲/N.B سنجر پور	۱۰۰
۵۲	نمبر ۷۴/B مڈذر	۱۰۰
۵۳	کنگ چنن	۱۰۰
۵۴	شیخ پور کہنہ چاہ گھنے والا	۱۰۰
۵۵	کوٹجر	۱۰۰
۵۶	پنڈی بھٹیاں	۱۰۰
۵۷	منڈیالہ وڑائچ	۱۰۰
۵۸	کرٹیانوالہ	۱۰۰
۵۹	نمبر ۳۶۹ جودھا نگری	۱۰۰
۶۰	ناروال	۱۰۰
۶۱	جسوکے سدوکے	۱۰۰
۶۲	نمبر ۱۳۷/9-L	۱۰۰
۶۳	کنجاہ	۱۰۰
۶۴	سردارے والا	۱۰۰
۶۵	ساہووال (سیالکوٹ)	۱۰۰
۶۶	دیتال ننگیال	۱۰۰
۶۷	تلونڈی بھنڈراں	۱۰۰
۶۸	گھونڈ	۱۰۰
۶۹	نمبر ۳۰۴ ج ب	۱۰۰
۷۰	کوروال	۱۰۰
۷۱	ترکھا	۱۰۰
۷۲	پنڈی چری	۱۰۰
۷۳	گوٹریالہ	۱۰۰
۷۴	نمبر ۳۹۰/W.B	۱۰۰
۷۵	نمبر ۱۷۰/10-R	۱۰۰
۷۶	جریاں جھنڈا	۱۰۰
۷۷	باڑھیانوالہ	۱۰۰
۷۸	دولووالی	۱۰۰
۷۹	چک نمبر ۱۳ چیلیکے	۱۰۰
۸۰	مومن پور ڈوگراں	۱۰۰
۸۱	بنگلہ نمبر ۱۸	۱۰۰
۸۲	بہاول نگر	۹۹
۸۳	ملہد کے	۹۹
۸۴	بستی بابا جھنڈا	۹۸
۸۵	کوٹھیوالہ چاہ جیون سنگھ	۹۸
۸۶	نمبر ۹۶/12-L	۹۸
۸۷	ملکوال	۹۸
۸۸	نمبر ۶۴۴ گ ب	۹۸
۸۹	بن باجوہ	۹۷
۹۰	آنبہ	۹۷
۹۱	جھبراں بکھی آنہ	۹۷
۹۲	محمد نگر (لاہور)	۹۶
۹۳	ظفر آباد - دیہہ دھلکا	۹۶
۹۴	نمبر ۸۸/6-B ہسیانہ	۹۶
۹۵	ماموں کانجن	۹۶
۹۶	نمبر ۳۳۴/ج ب ڈھیرو کے	۹۶
۹۷	خوشاب	۹۵
۹۸	نمبر ۳۱۲/ج ب کنجووالی	۹۵
۹۹	نمبر ۲۹ ڈیرہ	۹۵
۱۰۰	راؤ کے	۹۵
۱۰۱	نمبر ۴۰ گ ب	۹۵
۱۰۲	نمبر ۳۳ دھارووالی	۹۵
۱۰۳	نمبر ۲۵ گ ب	۹۴
۱۰۴	عہدی پور	۹۴
۱۰۵	نمبر ۳/۵۲ معہ بچیکی	۹۳
۱۰۶	سوطہ فتح گڑھ	۹۳
۱۰۷	ٹھٹھہ سندرالہ	۹۳
۱۰۸	فوادے	۹۳
۱۰۹	سکرنڈ	۹۲
۱۱۰	منڈی بورے والا	۹۲
۱۱۱	قلعہ سنگھیاں	۹۲
۱۱۲	ہجن	۹۲
۱۱۳	کنگی نور	۹۲
۱۱۴	نمبر ۴۹۱/E-B	۹۲
۱۱۵	نمبر ۱۶ جبید	۹۱
۱۱۶	دوالمیال	۹۱
۱۱۷	کاٹرہ دیوان سنگھ	۹۱
۱۱۸	پیر محل	۹۰
۱۱۹	سوہاوہ ڈھلواں	۹۰
۱۲۰	کوٹ احمدیاں	۸۹
۱۲۱	کھیوہ باجوہ	۸۸
۱۲۲	دیپال پور	۸۸
۱۲۳	نواب شاہ	۸۷
۱۲۴	بدین	۸۷
۱۲۵	اوکاڑہ	۸۶
۱۲۶	شہر سلطان	۸۶
۱۲۷	چکوال	۸۶
۱۲۸	مالو کے تتلے	۸۵
۱۲۹	رسانگھوٹ	۸۵
۱۳۰	نمبر ۲۶۹/E-B	۸۵
۱۳۱	سکھر	۸۴
۱۳۲	نوشہرہ ککے زئیاں	۸۴
۱۳۳	قصور	۸۳
۱۳۴	نمبر ۱۳۱ گوکھووال	۸۲
۱۳۵	گھوگھیاٹ	۸۲
۱۳۶	نمبر ۹ عبدالستار والا	۸۲
۱۳۷	ناصر آباد اسٹیٹ	۸۲
۱۳۸	نمبر ۶۹/R.B گھسیٹ پور	۸۱
۱۳۹	کالا گجراں	۸۱
۱۴۰	لائلپور شہر	۸۰
۱۴۱	اکال گڑھ	۸۰
۱۴۲	نمبر ۶۰/ج ب شہباز پور	۸۰

اعلانات نکاح

(۱) مؤرخہ ۲۹ دسمبر ۱۹۵۶ء کو مسجد مبارک ربوہ میں بعد نماز ظہر حضور ایدہ اللہ نے اخوانم خواجہ نذیر احمد صاحب ولد خواجہ شمس الدین صاحب آف چکوال کا نکاح سلیمہ بیگم صاحبہ بنت خواجہ محمد گل صاحب حال چکوال سے بعوض تین ہزار روپیہ حق مہر پڑھا۔ بزرگان سلسلہ و احباب جماعت کی خدمت میں درخواست دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین۔ احمدیت کے لئے مبارک فرمائے۔ آمین

خواجہ منیر احمد۔ کھیوڑہ

(۲) منیر احمد صاحب ابن شیخ عبدالعزیز صاحب ڈسکہ کی شادی مسماۃ کنیز کبریٰ صاحبہ بنت ملک محمد عبداللہ صاحب ساکن مالو کے تحصیل پسرور سے ہوئی ہے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس شادی کو جانبین کے لئے مفید و بابرکت بنائے۔

ملک غلام نبی سیکرٹری مال جماعت احمدیہ ڈسکہ۔ ضلع سیالکوٹ

شیخ اللہ بخش صاحب مرحوم

مرحوم بنوں میں پیدا ہوئے ۱۹۰۵ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کی محکمہ آبکاری میں انسپکٹر رہے۔ ۱۹۳۶ء میں ریٹائرڈ ہو کر قادیان چلے گئے۔ کچھ عرصہ معاون ناظر امور عامہ رہے۔ محلہ دار الرحمت کے پریذیڈنٹ تھے۔ تقسیم کے بعد پھر بنوں آ گئے۔ نماز جمعہ آپ کے مکان پر ہوتی رہی۔ اور ابھی تک ان کی بیٹھک ہماری جمعہ مسجد ہے۔ مرکز سے آنے والے احباب انہیں کے ہاں ٹھہرتے تھے۔ ۲۲ دسمبر ۱۹۵۶ء کو آپ کا انتقال ہو گیا۔ مرحوم نے ۲ بیوائیں۔ چار بیٹے پانچ بیٹیاں۔ دو پوتے اور کئی پوتیاں اپنی یادگار چھوڑی ہیں۔ جماعت کے بہت تھوڑے آدمی شریک جنازہ ہو سکے احباب جماعت سے درخواست ہے کہ ان کی نماز جنازہ غائبانہ پڑھا کر مرحوم کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں۔ آپ کی اولاد خدا تعالیٰ کے فضل سے نیک اور مخلص ہے

(محمد اسمٰعیل ذبیح)

وصایا

وصایا منظوری سے قبل اسلئے شائع کی جاتی ہیں تاکہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر کو اطلاع کر دے۔ (سیکرٹری کارپرداز ربوہ)

نمبر ۱۴۴۸۸ میں احمد حسین فضل ولد محمد حسین صاحب قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر ۱۷ سال تاریخ بیعت ۱۹۵۴ء ساکن حالی ڈرگ روڈ ڈاکخانہ ڈرگ روڈ ضلع کراچی صوبہ کراچی۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹/۵۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ الوقت ماہوار آمد یکصد روپیہ ہے۔ میں تازیست اپنی آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اسکے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ ہوگی۔ العبد احمد حسین فضل کوارٹر نمبر ۱۰۹/۱ بی۔ اے۔ ایف ڈرگ روڈ کراچی۔
گواہ شد:۔ عبد الوہاب مرکزی سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کراچی۔
گواہ شد:۔ نذیر احمد بقلم خود پریذیڈنٹ حلقہ ڈرگ روڈ کراچی۔

نمبر ۱۴۳۹۱ میں کیپٹن وہاب الدین ولد جمعدار نواب الدین مرحوم قوم راجپوت پیشہ پنشنر عمر ۵۵ سال پیدائشی احمدی ساکن محلہ دار الرحمت ربوہ ڈاکخانہ خاص ضلع جھنگ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵۶/۴/۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔
میری جائداد ربوہ میں ایک کنال زمین محلہ دار الرحمت میں ہے۔ جس کی قیمت میں نے مبلغ ۱۳۵۰ روپیہ ادا کی ہے اور دس مرلہ زمین محلہ دار النصر میں ہے۔ جس کی قیمت میں نے مبلغ یکصد روپیہ ادا کی ہوئی ہے اس کے علاوہ مجھے ۱۵۰/- روپے ماہوار پنشن ملتی ہے۔ میں اپنی جائداد کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ میرے مرنے پر اگر کوئی اور جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد:۔ وہاب الدین کیپٹن دار الرحمت ربوہ ۵۶/۴/۷ گواہ شد:۔ غلام رسول دار الرحمت ربوہ (۲۵) ۵۶/۴/۷
گواہ شد:۔ افضال احمد قریشی جنرل محصل ربوہ۔ صدر انجمن احمدیہ۔

نمبر ۱۴۴۸۹ میں چوہدری فیض اللہ خاں ولد چوہدری محمد علی خاں مرحوم قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۲۷ سال پیدائشی احمدی ساکن چک ۶۸ ج ب ڈاکخانہ ٹھیکریوالہ ضلع لائل پور صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵۶/۱۲/۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ چونکہ خاکسار موضع سڑوعہ ضلع ہوشیارپور مشرقی پنجاب ہندوستان کا مہاجر ہے۔ لہذا وہاں کی جائداد کے عوض مذکورہ بالا چک میں مجھے قریباً ۴ کنال زرعی زمین الاٹ ہوئی ہے میں اس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جاوے گی (۳) اگر اس کے بعد کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس جائداد پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ لیکن میرا گذارہ صرف اس جائداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جوکہ اس وقت ۱۲۲/- روپے ماہوار ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتا رہوں گا اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان وصیت کرتا ہوں کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ہوگی ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ العبد:۔ فیض اللہ خاں بقلم خود فوڈ گرین سپروائزر۔ حلقہ ڈی۔ ایف۔ سی (آر) رتن چند روڈ لاہور
گواہ شد:۔ محمد ابراہیم صدر حلقہ دہلی دروازہ لاہور۔
گواہ شد:۔ محمد شجاعت علی انسپکٹر بیت المال صدر انجمن احمدیہ ربوہ

دعائے مغفرت

میری والدہ صاحبہ ۷۲ سال کی عمر میں ایک ماہ بیمار رہ کر ۵-۶ جنوری کی درمیانی شب اپنے مولا حقیقی سے جاملیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون
احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے (خاکسار عبد السلام پشاور)

برطانیہ کے نئے وزیر اعظم — ہیرلڈ میکملن

وزارت عظمےٰ پر مسٹر ہیرلڈ میکملن کا تقرر دو امور کی نشاندہی کرتا ہے۔ ایک تو یہ کہ موجودہ قدامت پسند حکومت برطانیہ مصر کے بارے میں اپنی پالیسی میں تبدیلی پر آمادہ نہیں۔ دوسرے یہ کہ برطانیہ امریکہ کے ساتھ اپنے عارضی کشیدہ تعلقات کو پہلے کی طرح دوستانہ اور محکم کرنا چاہتا ہے برطانیہ کے تجربہ کار مدبر سر ونسٹن چرچل نے ملکہ کے سامنے جب مسٹر بٹلر کی جگہ مسٹر ہیرلڈ میکملن کی سفارش کی تو ان کے پیش نظر یہ دونوں باتیں ہی تھیں۔ انہیں اس کا علم تھا کہ جہاں مسٹر بٹلر سر انتھونی ایڈن کی مصر کے خلاف پالیسی کو پسند نہیں کرتے وہاں مسٹر میکملن سوئز کے بارے میں ایڈن کی پالیسی کے کابینہ کے اندر اور باہر زبردست حامی تھے۔ دوسرے مسٹر میکملن صدر آئزن ہاور کے پرانے ذاتی دوست ہیں اور ان دونوں کے گہرے تعلقات ہیں۔ عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ مسٹر میکملن بہت جلد واشنگٹن جائیں گے۔ سر ونسٹن چرچل کی طرح مسٹر میکملن بھی ایک امریکی ماں کے بیٹے ہیں

مسٹر میکملن جو آئندہ ماہ اپنی تریسٹھویں سالگرہ منائیں گے ایک اسکاچ گھرانے میں ۱۸۹۴ء میں پیدا ہوئے۔ سر انتھونی ایڈن کی طرح آپ نے ابتدائی تعلیم ایٹن میں حاصل کی۔ اور بعد ازاں بے لیئل کالج آکسفورڈ میں اعلےٰ تعلیم حاصل کی پہلی جنگ عظیم میں آپ دستی بم پھینکنے والے حفاظتی دستے میں شامل تھے اور تین بار زخمی ہوئے۔ ۱۹۱۹ء میں آپ ڈیوک آف ڈیونشائر کے اے۔ ڈی۔ سی کی حیثیت سے کینیڈا گئے۔ ڈیوک ان دنوں کینیڈا کے گورنر جنرل تھے۔ دوسرے سال آپ ڈیوک کے داماد بن گئے۔ اور لیڈی ڈوروتھی کیونڈش سے بیاہ رچایا۔ اس وقت آپ کے ایک لڑکا اور تین لڑکیاں ہیں۔

۱۹۲۳ء میں آپ دار العوام کی رکنیت کے لئے اسٹاکٹن آن ٹیز کے حلقے سے کھڑے ہوئے۔ پہلے سال تو ناکامی ہوئی مگر ۱۹۲۴ء میں آپ کامیاب ہو گئے۔ ۱۹۲۹ء میں پھر ایک بار ناکام ہوئے البتہ ۱۹۳۱ء سے ۱۹۴۵ء تک مسلسل اسی حلقے سے ایم۔ پی منتخب ہوتے رہے۔ ۱۹۴۰ء میں جب سر ونسٹن چرچل نے مخلوط قومی حکومت تشکیل دی تو مسٹر میکملن اس کے رکن تھے۔ سر ونسٹن نے انہیں وزارت فراہمی رسد میں پارلیمانی سیکرٹری مقرر کیا۔ ۱۹۴۲ء میں آپ شمال مغربی افریقہ کے اتحادی ہیڈ کوارٹرز میں برٹش ریذیڈنٹ منسٹر بنائے گئے۔ اس حیثیت میں آپ نے جنرل ڈیگال اور جنرل جیراڈ میں مصالحت کرائی ۱۹۴۳ء میں جب جنرل آئزن ہاور نے اطالیہ کے ساتھ التوائے جنگ کے معاہدے پر دستخط کئے تو آپ بھی موجود تھے اور نومبر ۱۹۴۳ء میں آپ مشاورتی کمیٹی میں برطانوی نمائندے کی حیثیت میں لئے گئے۔ دسمبر ۱۹۴۴ء میں آپ ایتھنز گئے تاکہ یونان کی خانہ جنگی کے ضمن میں حریف جماعتوں میں مصالحت کرا سکیں۔

۱۹۴۵ء میں آپ "نگران حکومت" میں وزیر فضائیہ بنائے گئے اور اس سال جولائی کے عام انتخابات میں آپ ہار گئے۔ لیکن نومبر کے ضمنی انتخابات میں آپ جیت گئے آپ "یورپی اتحاد" میں گہری دلچسپی لیتے رہے اور اس سلسلہ میں آپنے سر ونسٹن چرچل کی بڑی مدد کی۔ آپ ہیگ کانگرس آف یورپ میں ایک مندوب تھے۔ ۱۹۴۹ء ۱۹۵۰ء اور ۱۹۵۱ء میں آپ نے کونسل آف یوروپ کی مشاورتی اسمبلی میں برطانیہ کی نمائندگی کی۔

۱۹۴۲ء سے ۱۹۴۵ء تک جب بحیرہ روم کے علاقے میں جنگ ہو رہی تھی۔ تو آپ وزیر جنگ تھے۔ ۱۹۵۱ء میں جب قدامت پسند جماعت دوبارہ برسر اقتدار آئی تو آپ ہاؤسنگ اور لوکل گورنمنٹ کے وزیر بنائے گئے۔ اس عہدے پر تین سال تک فائز رہنے کے بعد آپ اکتوبر ۱۹۵۴ء میں وزیر دفاع بنائے گئے۔ اپریل ۱۹۵۵ء میں جب سر انتھونی ایڈن وزیر اعظم بنائے گئے تو آپ ان کی جگہ وزیر امور خارجہ بنائے گئے۔ اس طرح بین الاقوامی امور سے مسٹر میکملن کو شروع ہی سے دلچسپی رہی ہے۔

مسٹر میکملن کے دادا مشہور ناشر و طابع میکملن کمپنی کے بانی تھے اور آپ بھی اس ادارے کے سرپرست اعلےٰ ہیں۔ آپ متعدد کتابوں کے مصنف ہیں جس میں "دی مڈل وے" اور "دی اسٹیٹ آف ڈیفنس" بھی شامل ہیں۔

درخواست دعا

خاکسار کا بچہ عزیزم خلیل احمد عرصہ ڈیڑھ ماہ سے بیمار چلا آرہا ہے۔ اور عزیزہ حمیدہ بھی بیمار ہے نیز خاکسار کی ہمشیرہ تین ماہ سے بعارضہ پیچش بیمار ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔ ایم۔ ایم لطیف ۸/۱۱ سیکٹر ... لاہور

حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات (بقیہ صفحہ اول)

اسی لئے آپ زندگی بھر جہاد کی صف اول میں رہے کہ جہاں دلائل کے ذریعہ اسلام اور احمدیت کی نمایاں خدمات سرانجام دیتے رہے وہاں آپ نے عشق اور محبت کی گرمی کے ذریعہ بھی لوگوں کو مامور زمانہ کی مقناطیسی کشش سے متاثر کیا۔ "ذکر حبیب" آپ کا خاص موضوع تھا۔ جس کے بیان کرنے میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ آپ حضور علیہ السلام کی زندگی کے چھوٹے چھوٹے واقعات نہایت موثر طریق پر بیان فرماتے تھے جس سے سامعین اپنی روح میں ایک بالیدگی محسوس کرتے تھے۔ اسی لئے جلسہ سالانہ کے موقع پر "ذکر حبیب" کے موضوع پر تقریر کے لئے آپ کو ہی منتخب کیا جاتا تھا اور آج سے تین چار سال قبل تک آپ یہ فرض نہایت عمدگی اور خوش اسلوبی سے ادا فرماتے رہے۔

ادارہ الفضل حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے اس محب صادق جلیل القدر صحابی اسلام و احمدیت کے فدائی اور جہاد کبیر کی صف اول کے کامیاب مجاہد کی وفات پر کہ جس نے اپنی تمام عمر مسیح پاک علیہ السلام اور مصلح موعود ایدہ اللہ الودود کے قدموں میں رہ کر گزار دی اور اس طرح آنے والی نسلوں کے لئے خدمت کی ایک بے نظیر مثال قائم کر کے دکھائی دلی رنج و افسوس کا اظہار کرتے ہوئے آپ کے خاندان کے ساتھ قلبی تعزیت کا اظہار کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور آپ کے پسماندگان کو صبر کی توفیق عطا کرتے ہوئے ان کا ہر طرح حامی و ناصر ہو اور ہم کو اور تمام آنیوالی نسلوں کو توفیق دے کہ وہ بھی آپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اسلام اور احمدیت کی خدمت کا فریضہ اسی طرح دیوانہ وار ادا کریں جس طرح آپ نے ادا کیا۔ آمین اللّٰھم آمین

دعائے مغفرت:۔ محترم چوہدری غلام حیدر صاحب چک ۹۷ ج ب سرگودھا ۲۰ دسمبر کو اپنے چک میں وفات پا گئے۔ چوہدری صاحب نماز تہجد کے بعد آرام کرنے کے لئے لیٹے اور نوکر کو دبانے کے لئے کہا اور اچانک حرکت قلب بند ہو جانے پر وفات پا گئے۔ احباب دعائے مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا فرمائیں۔ (چوہدری) محمد انور دارالصدر غربی ربوہ

جلسہ سالانہ کے موقع پر محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خانصاحب کی تقریر (بقیہ صفحہ ۴)

سیاسی اور تمدنی لحاظ سے آزادی کا جو معیار سمجھا جاتا ہے۔ الجیریا اس کے لحاظ سے مراکش اور تونس دونوں سے بڑھ کر ہے۔ اس طرح ان پانچوں ممالک کے آزاد ہو جانے سے اسلامی ملکوں کی تعداد ۲۱ ہو جائے گی۔ جب اسلامی ملکوں کی اتنی تعداد اقوام متحدہ میں موجود ہو تو چار و ناچار دنیا کو سوچنا پڑتا ہے کہ کونسی وہ باتیں ہیں کہ جن کے اثر کے ماتحت بین الاقوامی معاملات سے متعلق اسلامی ممالک کی پالیسی متعین کی جائیگی؟ موجودہ بلاکوں میں سے یہ کس کا ساتھ دیں گے۔ یا غیر جانبدار رہیں؟ اسلام اور مسلمانوں میں مغربی اقوام کی بڑھتی ہوئی دلچسپی کی یہ ایک سیاسی وجہ ہے۔

پھر مغربی اقوام محسوس کر رہی ہیں کہ جمہور مسلمانوں کے دلوں پر جس قدر اثر دین کا ہے اتنا کسی اور چیز کا نہیں ہے خواہ عملاً دین کے ساتھ ان کا لگاؤ اتنا گہرا نہ ہو۔ لیکن بہرحال ان کے دل و دماغ پر دین کا اثر غالب ہے۔ اس لئے بھی مغربی ملکوں میں یہ دلچسپی پیدا ہو رہی ہے کہ ان کے دین کو سمجھا جائے اور اس کے متعلق صحیح واقفیت حاصل کی جائے۔ مستشرقین کی دلچسپی کی بھی بڑی وجہ یہی ہے۔ مشنری بھی یہی سمجھتے ہیں کہ اسلام کو سمجھنے کا ہمارا پہلا طریق بالکل غلط تھا۔ ہم پہلے اسلام پر حملہ کرتے اور اسلام کو نیچا دکھانے کی جو کوشش کرتے تھے اس کا کوئی اچھا نتیجہ نہیں نکلا۔

اسلام میں روس کی دلچسپی اور اس کی وجہ

مزید برآں اسلام میں دلچسپی لینے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ان مغربی ممالک کے علاوہ روس میں اس کے جو چھ صوبے یا سوویٹس "Soviets" خالصۃً مسلمان تھے اور بڑی کثرت سے اب بھی مسلمان ہیں۔ روس میں سوویٹ عنصر غالب آنے کے بعد سے وہاں دوسرے اثرات بھی بہت کچھ سرایت کر گئے ہیں۔ لیکن پھر بھی یہ لوگ بہرحال مسلمان ہیں اور اس طرح کیسپین سے لے کر چین تک سارا علاقہ مسلمانوں سے ہی آباد ہے۔ طبعاً خود روس کو بھی اور دوسری طاقتوں کو بھی یہ خیال ہے کہ اگر یہ پھر دین میں دلچسپی لینے لگ جائیں تو ان کا رجحان کس طرف ہوگا۔ اس لئے روس بھی دلچسپی لینے پر مجبور ہے۔

امریکہ میں اسلام کی ترقی کے امکانات

خود امریکہ میں بھی اسلام کے متعلق دلچسپی بڑھ رہی ہے۔ سیاسی نبض پر ہاتھ رکھنے والے لوگ جانتے ہیں کہ ملک میں اسلام کی بنیاد رکھی جا چکی ہے اور وہ محسوس کر رہے ہیں کہ اگر کالوں میں اسلام کی رو پھیل گئی تو صدر کے انتخاب میں ان کے ووٹ یا سپلٹ ہو سکتے ہیں اس لئے اسلام کے متعلق ان کی دلچسپی بڑھ رہی ہے۔ پھر امریکہ دنیا کی سب سے بڑی طاقت ہے۔ اس لئے وہ لوگ ساری دنیا کے لحاظ سے بھی دلچسپی لینے پر مجبور ہیں کہ مسلمان قومیں کس طرف جائیں گی اور ان کا رجحان کس طرف ہوگا

علاوہ ازیں امریکہ میں عام طور پر دین کے متعلق دو باتیں پائی جاتی ہیں جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہاں اسلام زیادہ سرعت کے ساتھ ترقی کرسکے گا۔ ایک تو ان کی آزاد خیالی ہے ان کے دماغ اور ان کے ذہن آزاد ہیں۔ اگر وہ ایک بات کو سمجھ لیں اور اس کے قائل ہو جائیں تو پھر وہ اس کو قبول کرنے میں اس کا علے الاعلان اظہار کرنے میں اور پھر اس پر عمل پیرا ہونے میں کوئی دقت محسوس نہیں کرتے۔ اگر یورپ میں کوئی شخص مسلمان ہو جائے تو اس کے لئے اپنے رواج اور اپنے طور طریق کو چھوڑ کر اسلامی رسم و رواج اور اسلامی طریقوں کو اختیار کرنا مشکل ہوتا ہے۔ لیکن امریکہ کے لوگ اس بارے میں کوئی دقت محسوس نہیں کرتے۔ اسلام قبول کرنے اور اس کے احکامات پر عمل پیرا ہونے میں انہیں تمدنی اور معاشرتی لحاظ سے بھی کوئی دقت محسوس نہیں ہوتی۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ ان کو مذہب کے ساتھ لگاؤ اور دلچسپی ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ وہاں ہر ایک کی یہی حالت ہے۔ میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ شروع ہی سے ان کی بنیاد آزادئ ضمیر پر پڑی ہے۔ جو لوگ وہاں ابتداءً جا کر آباد ہوئے تھے وہ گئے ہی اس لئے تھے کہ یورپ میں ان کے خلاف مذہبی تعصب برتا جاتا تھا۔ اس لئے خود وہ لوگ تعصب سے بہت حد تک پاک ہیں اور آزادئ ضمیر کا جذبہ ان میں پایا جاتا ہے۔ یہ بڑا خوشکن امر ہے

(باقی)

درخواست دعا:۔ میری لڑکی عزیزہ بیگم سخت بیمار ہے حالت نازک ہے۔ احباب کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔ رحمت علی لاریوں ضلع گجرات